OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

خیر آبادی خاندان کی علمی و تصنیفی خدمات کا تعارفی مطالعہ

An Introductory Study of the Academic and Literary Services *Khairabādī* Family

Farooq Amir
M.Phil Scholar, Islamic Studies, IHA, KFUEIT RYK
Mazhar Hussain Bhadroo
Lecturer, Islamic Studies, IHA, KFUEIT RYK
Muhammad Shahid Habib
Assistant Professor, Islamic Studies, IHA, KFUEIT RYK

Abstract

The lineage of the Khairabad family goes back to the Great Caliph of Islam Umar bin Khattab (RA) Bahauddin and Shamsuddin, the two brothers from his generation, came to the subcontinent fromIran. The Shamsuddin possessed the seat of *Rohtak Ifta* while the Bahauddin settled in the Badayun. Allama Fazal Imam Khairabadi (1829) is from the descendants of Bahauddin. His lineage is known as *Khanawada-e-Khairabad*, while the intro of his students is known as Madrasah Khairabad. The scholarly genealogy of the Khairabad family goes back to the scholars of Farangi Mahal. Allama Fazal Haq Khairabadi (1861), is the most popular name of the Khairabad family, who introduced the Khairabad family in the world. He learned the knowledge of Hadith from Shah Abdul Qadir Muhaddith Dehlvi (1815) and Shah Abdul Aziz Muhaddith Dehlvi (1824). The Khairabad family established the School, which gained fame in the regions andcountryside of India as teaching of rationality.

CC BY

The scholars of Khairabad put valuable services inwriting and compilation the different books. Allama Fazl Imam Khairabadi, Allama Fazl Haq Khairabadi ,and Allama Abdul Haq Khairabadi (1899) are worth mentioning in the Khairabad family.

Keywords: Lineage, subcontinent, descendants, genealogy, rationality

تمہید

خانوادہ خیر آباد کا سلسلہ نسب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے جا کر ملتا ہے۔ آپ کی اولاد میں سے دو بھائی بہاؤالدین اور شمس الدین ایران سے ہندوستان آئے۔ شمس الدین نے روہتک کی مسند افتاء کو رونق بخشی جبکہ بہاؤالدین بدایوں میں رہائش پذیر ہوئے۔ انہی بہاوالدین کی اولاد سے علامہ فضل امام خیر آبادی ہیں۔ آپ کے سلسلہ اخلاف کو خانوادہ خیر آباد جبکہ سلسلہ تلمذ کو مدرسہ خیر آباد کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ سلسلہ خیر آباد کا علمی شجرہ علمائے فرنگی محل سے جا ملتا ہے۔ خانوادہ خیر آباد کے فرد علامہ فضل حق خیر آبادی، جن کی بدولت سلسلہ خیر آباد کو زیادہ فروغ ملا۔ آپ نے شاہ عبد القادر محدث دہلوی اور شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے علوم حدیث کی تکمیل کی۔ یوں اس سلسلہ علم کو ولی اللہی خاندان سے بھی نسبت تلمذ حاصل ہے۔
خانوادہ خیر آباد نے خیر آبادی مکتبِ کی بنیاد رکھی جس نے معقولات کی تدریس میں ہندوستان کے اطراف و اکناف میں شہرت پائی۔ سلسلہ خیر آباد کے علماء ومشائخ نے درس و تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف میں بھی گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ خانوادہ خیر آباد میں علامہ فضل امام خیر آبادی، علامہ فضل حق خیر آبادی اور علامہ عبد الحق خیر آبادی قابل ذکر ہیں ۔
ذیل میں خانوادہ خیر آباد کے ان مشاہیر اور ان کی تصانیف کا مختصر تعارف دیا جارہا ہے۔

مولانا فضل امام خیر آبادی

خانوادہ خیر آباد کی وہ پہلی شخصیت جن کے فضل و کمال، علمی تبحر کا شہرہ ہر طرف ہوا فضل امام خیر آبادی ہیں۔ آپ کی پیدائش بارہویں صدی کے آخری ربع میں ہوئی۔[1] آپ نے سید عبد الواجد کرمانی خیر آبادی اور ملا محمد ولی جیسے نامور و متبحر علماء سے مروجہ علوم کی تحصیل بڑی محنت و جانفشانی سے کی[2] اور تعلیمی مراحل کی تکمیل کے بعد آپ دہلی چلے گئے جہاں ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت تھی یہاں عدالت کے مفتی کے طور پر آپ نے ملازمت شروع کی اور اپنے علمی تبحر و قابلیت کی بناء پر جلد ہی صدر الصدور (سب جج / مفتی اعظم) کے عہدے کو رونق بخشی یوں آپ پہلے ہندوستانی مسلمان تھے جنہوں نے کمپنی کی طرف سے دیسی ملازمین کے لئے دیا جانے والا سب سے بڑا عہدہ حاصل کیا۔[3] صدر الصدور کے منصب پر فائز ہو کر قاضیوں کے تقرر کے لئے اس منصب کے اہل افراد کی آزمائش، علمی صلاحیتوں کا جائزہ لے کر ان کا بطورِ قاضیا نتخاب کرنا، معاشی پریشانیوں میں گھرے ہوئے مفلس و نادار اہل علم، صالحین اور عام پڑھے لکھے افراد کی معاشی معاونت کے لئے دی گئی عرضیوں کی تفتیش و تحقیق اور پھر ان کی مالی معاونت کرنا آپ کی ذمہ داریوں میں شامل تھا۔ تقریباً 1827ء میں آپ نے اس ملازمت کو خیر باد کہا تو آپ کے نامور و قابل شاگرد مفتی صدر الدین آزردہ کا اس منصبپر تقرر ہوا۔ کمپنی کی اس ملازمت سے علیحدگی اختیار کرنے کے بعد مہاراجہ پٹیالہ نے آپ کی خدمات حاصل کیں جہاں قلیل مدت کے لئے اپنے فرائض ادا کرنے کے بعد آپ نے اپنی جائے

پیدائش کی طرف مراجعت اختیار کی۔[4] علامہ فضل امام خیر آبادی کا وصال 5 ذیقعدہ 1244ھ / مئی 1829ء کو آپ کے آبائی علاقے خیر آباد میں ہوا۔[5]

درس وتدریس

قسام ازل نے جس علمی تبحر سے آپ کو نوازا تھا اور آپ کو علوم وفنون میں جو علمی رسوخ ومہارت، بلکہ کامل دسترس حاصل تھی اسی بناء پر آپ نے ملازمت کو تدریس کی راہ میں حائل نہ ہونے دیا یا یوں کہہ لیجئے کہ ملازمت کی مصروفیت بھی آپ کے شوق تدریس کی راہ میں حائل نہ ہو سکی اور آپ نے ملازمت کی ذمہ داریوں کو بخوبی واحسن انداز میں سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ طالبان علوم نبویہ اور تشنگان معارف عقلیہ ونقلیہ کی سیرابی کے لئے علوم عقلیہ ونقلیہ کو عام کرنے کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔[6] یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ یہ سلسلہ درس وتدریس صرف کسی علمی روایت کو قائم رکھنے، الگ حلقہ علم قائم کر کے اپنی واہ واہ کروانے یا درس وتدریس سے وابستہ افراد کی فہرست میں محض اپنا نام درج کرانے کی غرض سے قائم نہیں کیا گیا تھا بلکہ ایک ماہر علوم کی جانب سے افراد ملت کی ایسی کھیپ تیار کرنے کا ایک ایسا مکتب تھا کہ جس کے خوشہ چینوں نے ہر طرف اپنی علمی قابلیت وصلاحیت کے جھنڈے گاڑے۔ للّٰہیت وخلوص کی بنیاد پر قائم اس درسگاہ سے علوم دینیہ سے منور ہو کر رشک زمانہ بننے والے افراد کی مکمل تعداد تک تو ہم رسائی حاصل نہ کر سکے مگر آپ کے شاگردوں کی دستیاب فہرستمیں امام منطق وفلسفہ علامہ فضل حق خیر آبادی، صدر الصدور مفتیصدر الدین آزردہ، صوفی شاہ غوث علی قلندر جیسی شخصیات ہی اسدرسگاہ کے علمی معیار کو بیان کرنے اور اس بات کی تائید کرنے کے لئے کافی ہیں کہ اس درسگاہ میں زانوئے تلمذ تہہ کرنے والے یقیناً یکتائے زمانہ بلکہ رشک زمانہ، بے مثال صلاحیتوں کے حامل تھے۔[7] درس وتدریس سے وابستہ افراد اس شعبے کی مشکلات ومسائل سے بخوبی آگاہ ہیں مولانا نہ صرف تدریسی مہارت کے حامل بلکہ اس میں اس قدر طاق تھے کہ آپ کی تدریس کا شہرہ سن کر دور دراز سے طالبان علوم نبویہ کھنچے چلے آتے اور جو ایک بار آپ کے حلقہ تدریس سے وابستہ ہو جاتے تو وہ آپ کے اس قدر گرویدہ ہو جاتے کہ آپ کو چھوڑنا گوارہ نہ کرتے۔[8]

تصانیف فضل امام خیر آبادی

مولانا فضل امام خیر آبادی نے درس وتدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف کی طرف بھی توجہ دی۔ آپ کی تصانیف درج ذیل ہیں:

1 المرقاۃ
2 آمد نامہ
3 نخبۃ السیر
4 خلاصۃ التواریخ
5 تلخیص الشفا
6 تشحید الاذہان فی شرح بدیع المیزان
7 حاشیہ علی الافق المبین

8حاشیہ علی الحاشیۃ الزاہدایہ القطبیہ
9حاشیہ علی الحاشیۃ الزاہدایہ الجلالیہ [9]

1المرقاۃ

مولانا فضل امام خیر آبادی کو منطق پر دسترس کاملہ حاصل تھی آپ نے منطق کی ابتدائی تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کی ذہنی استعداد و صلاحیت کو سامنے رکھ کر علم منطق کے حوالے سے یہ مختصر اور جامع رسالہ ترتیب دیا ہے۔اسے پاک وہند میں اتنی مقبولیت حاصل ہوئی کہ یہ رسالہ برصغیر پاک و ہند کے اکثر مدارس میں بطور نصاب پڑھایا جاتا ہے اس کی پہلی اشاعت 1886ءاور دوسری 1888ء میں دہلی سے ہوئی۔ اس وقت سے تاحال اس کی متعدد اشاعتیں ہو چکی ہیں۔علم منطق کے حوالے سے لکھے گئے اس رسالے کے متعدد اردو تراجم بھی ہو چکے ہیں۔ مولانا فضل امام خیر آبادی کی اس تصنیف کی متعدد شروح تحریر کی گئی ہیں۔اس کی ایک شرح شمس العلماء علامہ عبد الحق خیر آبادی نے محققانہ انداز میں تحریر کی ہے۔اس کتاب پر پاکستان کے عظیم نامور عالم دین عبد الحکیم شرف قادری صاحب نے عربی زبان میں "المرضاۃ" کے نام سے ایک مختصر حاشیہ تحریر فرمایاہے اس پر محمد عرفان مدنی اور عبد الواحد مدنی صاحب نے المشکاۃ کے نام سے مختصر اور مفید حواشی لکھے ہیں۔ ان حواشی کے ساتھ 93صفحات کی ضخامت پر مشتمل اس کتاب کو دسمبر 2019ء میں مکتبہ المدینہ پاکستان نے شائع کیاہے۔[10]

2آمدنامہ

مولانانے فارسی زبان سیکھنے کے شائقین کے لیے اور مدارس میں زیر تعلیم ابتدائی درجات کے طلبہ کے لیے فارسی زبان کے مصادر کو جمع کرکے ایک مختصر ساکتابچہ ترتیب دیاجو فارسی سیکھنے والوں کے لیے بہت مفید ہے۔اس کتابچے کے پانچویں باب میں اودھ کے نامور صاحب علم افراد کا مختصر تعارف لکھا گیاہے جسے تراجم الفضلاء کے نام سے الگ کتابی صورت دے کر مفتی انتظام اللہ صاحب نے مرتب کیا۔[11]

3خلاصۃ التواریخ

ابو نصر محمد بن عبد الجبار عتبی نے عربی زبان میں ناصر الدین سبکتگین اور محمود غزنوی کے ادوار اور ایران کی تاریخ کے حوالے سے ایک کتاب لکھی جسے تاریخ یمینی اور تاریخ عتبی بھی کہاجاتاہے۔ فضل امام صاحب نے اسے فارسی میں ڈھالا۔ اس کتاب کے مشمولات درج ذیل ہیں۔

باب اول

آدم علیہ السلام کی تخلیق ،رسل و انبیاء علیہم السلام کے پاکیزہ حالات،یہاں سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد مبارک ،ازواج طیبات اور اصحاب کا تذکرہ کیاگیاہے

باب دوم

مقربین بارگاہ خدا کا تذکرہ

باب سوم:

بادشاہان فارس کے تذکرہ سے شروع کر کے کیانی، عباسی، چنگیزی اور تیموری بادشاہوں کے حالات لکھے ہیں۔ ان کے احوال کے ساتھ ساتھ برصغیر کے شاہان کے تذکرے اکبر بادشاہ تک تحریر کر دیئے ہیں۔

باب چہارم

دلی اور دوسرے شہروں میں جن راجاؤں نے حکومت کی ان کا تذکرہ۔

باب پنجم

لاہور اور غزنی پر عنان حکومت سنبھالنے والے حکمرانوں کے احوال پر مشتمل ہے۔ اس باب میں بابر کی ہند میں آمد سے لے کر ابراہیم کے انتقال تک کے احوال درج کئے ہیں۔ اس کتاب کا ایک نسخہ رضا لائبریری رام پور میں، ایک کتب خانہ عجائب گھر لاہور میں اور تیسرا نسخہ کتب خانہ گنج بخش راولپنڈی صدر میں ہے۔[12]

4 نخبۃ السیر

ٹونک کے نامور اور مشہور علم دوست رئیس عبید اللہ خان صاحب کی لائبریری میں اس کا ایک قلمی نسخہ محفوظ ہے۔[13]

5 تلخیص الشفاء

"الشفا" ابن سینا کی مشہور زمانہ تصنیف ہے۔ اس مشہور زمانہ تصنیف کی تلخیص علامہ مولانا فضل امام خیر آبادی نے لکھی۔ رام پور لائبریری کی فہرست مخطوطات میں 381 نمبر پر اس کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے۔[14]

6 تشحید الاذہان فی شرح بدیع المیزان

فن منطق میں عبد اللہ تلبنی نے ایک کتاب "میزان المنطق" لکھی اور پھر خود ہی "بدیع المیزان" کے نام سے اس کی شرح لکھی۔ مولانا فضل امام نے اسی بدیع المیزان کی شرح "تشحید الاذہان" کے نام سے لکھی۔[15]

7 حاشیہ علی الافق المبین

"الافق المبین" ملا باقر داماد کی مشہور زمانہ شہرہ آفاق کتاب ہے۔ مولانا فضل امام خیر آبادی صاحب نے اس کتاب پر جامع اور مفصل حاشیہ تحریر فرمایا ہے۔ مفتی انتظام اللہ شہابی کی لائبریری میں اس کا قلمی نسخہ موجود ہے۔[16]

8 حاشیہ علی الحاشیۃ الزاہدیہ القطبیہ

یہ مطبوع ہے اسکا قلمی نسخہ مخطوطات بانی پور میں 2273 کے نام سے موجود ہے۔[17]

9 حاشیہ علی الحاشیۃ الزاہدیہ الجلالیہ

عربی زبان میں لکھے گئے اس حاشیے کا قلمی نسخہ مخطوطات ایوان ہند دہلی میں 1529 کے نمبر سے موجود ہے۔[18]

مولانا فضل حق خیر آبادی

آپ مولانا فضل امام خیر آبادی کے صاحب زادے ہیں۔ فن معقولات میں ان جیسا ماہر برصغیر میں کوئی دوسرا نہیں ہوا۔ آپ نے اپنے علمی تبحر اور کمال کی بناء پر دبستان خیر آباد کی بنیاد رکھی۔ آپ کی ولادت 1797ء/1212 میں خیر آباد میں ہوئی۔[19] سقوط دہلی کے بعد آپ کے والد بزرگوار کی خیر آباد سے دہلی آمد ہوئی اور یہاں انہوں نے ایک حلقہ درس قائم کیا۔ مولانا فضل امام کی محنت، علمی مہارت و قابلیت اور سہل انداز تدریس کی بدولت جلد ہی اس درسگاہ کا شہرہ دہلی کے اطراف و اکناف میں

ہو گیا اور طالبان علوم عقلیہ کی ایک بڑی تعداد کے لئے آپ مرجع بن گئے۔ تقریباً 1803ء میں فضل حق خیر آبادی بھی دہلی آ کر اپنے والد بزرگوار سے علوم عقلیہ کی تحصیل میں مصروف ہو گئے۔[20]معقولات کی تحصیل کے ساتھ ساتھ علم حدیث کے حصول کے لیے آپ نے مشہور محدث شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اور شاہ عبد القادر محدث دہلوی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیے جبکہ علوم تصوف میں حافظ محمد علی خیر آبادی کی شاگردی اختیار کی۔[21] آپ نے اپنے والد بزرگوار سے علوم عقلیہ اور شاہ صاحبان سے علوم حدیث کی جب تکمیل کی تو آپ کی عمر صرف تیرہ سال تھی۔[22]

مروجہ علوم وفنون کی تحصیل کی تکمیل ہوتے ہی آپ نے تدریس کا آغاز فرمادیا۔ آپ نے ساری عمر مختلف ریاستوں میں اپنی ملازمت کی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے ساتھ مسند تدریس بھی سجائی۔[23]آپ ماہر مدرس، دور اندیش مدبر و مفکر، ماہر سیاستدان ، عربی زبان و ادب پر ماہرانہ دسترس رکھنے والے ادیب اور زبردست قادرالکلام شاعر تھے۔[24]1857 کی جنگ آزادی میں فتویٰ جہاد دینے اور جہاد کی تحریک چلانے کی سزا میں آپ کو جزیرہ انڈمان بھیج دیا گیا جہاں 1861ء میں اس عظیم امام المناطقہ والفلاسفہ، تاج الفحول نے داعی اجل کو لبیک کہا۔[25] آپ سے کثیر تعداد میں طالبان علوم عقلیہ نے استفادہ کیا اور آپ کی تدریسی مہارتوں کی بدولت وہ بھی اپنے معاصرین پر علمی میدان میں فائق وبرتر رہے۔

تصانیف فضل حق خیر آبادی

مولانا فضل حق خیر آبادی صاحب نے متعدد کُتب تصنیف کیں جن میں سے دستیاب کُتب کے اسماء اور مختصر تعارف درج ذیل ہے:۔

1 حاشیہ شرح سلم العلوم
2 ہدیہ سعیدیہ
3 الروض المجود فی تحقیق وحدۃ الوجود
4 تحقیق الفتوی فی ابطال الطغوی
5 امتناع النظیر
6 حاشیۃ الافق المبین
7 حاشیہ تلخیص الشفا
8 الجنس الغالی فی شرح الجواہر العالی
9 رسالہ تشکیک الماہیات
10 رسالہ فی تحقیق الکلی الطبیعی
11 رسالہ فی تحقیق العلم والمعلوم
12 رسالہ قاطیغوریاس
13 رسالہ فی تحقیق حقیقۃ الاجسام
14 الثورۃ الہندیہ[26]

15 الرسالہ فی الرد علی القائلین بحرکۃ الارض
16 تقریر بر اعتراضات بر رسالہ تقویۃ الایمان
17 رسالہ الہیات
18 دیوان فضل حق خیر آبادی[27]

1 حاشیہ شرح سلم العلوم

علم منطق میں ملا محب اللہ بہاری کی کتاب سلم العلوم کسی تعارف کی محتاج نہیں اسے علماء کے ہاں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ اسی بناء پر اس کی متعدد شروحات لکھی گئی ہیں۔ ان شروحات میں سے سب سے زیادہ شہرت شرح قاضی مبارک گوپاموی کو حاصل ہوئی۔ علامہ نے شرح قاضی مبارک پر ایک جامع اور مفصل حاشیہ تحریر فرمایا۔ علامہ صاحب کا عہد کتب پر حواشی لکھنے کے حوالے سے معروف تھا حاشیہ نگاری سے مقصود متن کی تشریح و توضیح، اجمال کی تفصیل، مبہم کی وضاحت اور متن پر وارد ہونے والے اعتراضات کو دور کرنا ہوتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ حاشیہ نگار اپنی علمی قابلیت و علمی رسوخ کی بنیاد پر مؤلف و شارح کے کلام و نظریات سے اختلاف بھی کرتا اور ان کے اقوال کی تردید یا تصحیح بھی کر دیا کرتا تھا۔ علامہ کی تالیفات میں اس کاوش کو حاشیہ ہونے کے باوجود بڑی پذیرائی حاصل ہوئی اور اسے منطق کے مسائل کا عظیم مجموعہ کہا جاتا ہے۔ علامہ نے اپنے علمی تبحر و رسوخ کی بناء پر اس حاشیے میں متعدد جگہوں پر، متعدد بار فارابی و ابن سینا سے نہ صرف اختلاف کیا ہے بلکہ ان کے اقوال کی تردید و تغلیط بھی کی ہے۔ یہ حاشیہ علامہ کا زبردست علمی کارنامہ ہے اسی لئے آپ کو بھی اس پر بڑا ناز تھا۔ آپ سے جلاوطنی کے دوران کسی نے پوچھا "مولانا ہندوستان میں کیا یادگار چھوڑ کر آئے ہیں؟" تو علامہ نے جواباً کہا کہ میں نے دو یادگاریں چھوڑی ہیں " ایک میرا فرزند عبد الحق اور دوسری یادگار قاضی مبارک کا حاشیہ " اس حاشیہ کو سب سے پہلے مصلح المطابع دہلی نے 1899 عیسوی میں شائع کیا پھر ایک طویل عرصہ کے بعد اس کی دوسری اشاعت پاکستان میں ادارہ دارالعلوم ضیائے شمس الاسلام، سیال شریف، سرگودھا سے 1975 عیسوی میں ہوئی۔[28]

2 ہدیہ سعیدیہ

علامہ فضل حق خیر آبادی نے عربی زبان میں علم طبعیات کے حوالے سے نادر اور قیمتی معلومات پر مشتمل ایک کتاب تحریر فرمائی اور رام پور کے حاکم نواب سعید خاں کے نام کی مناسبت سے اسے ہدیہ سعیدیہ کا نام دیا۔ یہ کتاب ایک جامع و مفصل مقدمے سے شروع ہوتی ہے جس میں طبعیات کے ان معرکۃ الآراء مباحث کو ذکر کیا ہے جو فلسفے کی اہم ترین ابحاث سے تعلق رکھتی ہیں اس کے بعد بقیہ کتاب کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے پہلا حصہ جسم کے خواص اور خصائص کے بیان پر مشتمل ہے اس کے بعد والے حصے میں فلکیات پر بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب کے آخری حصے میں عنصریات کے متعلق سیر حاصل تحقیق پیش کی گئی ہے۔ اس کتاب میں آپ نے زمین کے ساکن ہونے کے حوالے سے بھی کلام کیا ہے۔ اس کتاب کو اس کی جامعیت کی وجہ سے پاک و ہند کے درس نظامی کے نصاب کا حصہ بنا دیا گیا تھا اسی بنا پہ پاک و ہند کے بعض مدارس میں یہ کتاب اب تک شامل درس ہے۔ اس کتاب کو عظیم یونیورسٹی جامعہ از ہر مصر میں بطور نصاب پڑھایا جاتا رہا ہے۔ علامہ فضل حق خیر آبادی کے صاحبزادے شمس العلماء علامہ عبد الحق خیر آبادی نے آپ کی اس تصنیف کا تکملہ تحریر کیا ہے۔ مولانا فضل حق خیر آبادی

صاحب کے نامور تلمیذ مولانا عبد اللہ بلگرامی صاحب نے آپ کی اسی تصنیف پر حاشیہ لکھا جسے "التحفۃ العلیہ "کا نام دیا ہے۔ مفتی سعد اللہ مراد آبادی نے آپ کی اس تصنیف پر کچھ اعتراضات وارد کیے تھے علامہ فضل حق خیر آبادی صاحب کے ایک تلمیذ مولانا سلطان حسن بریلوی صاحب ان اعتراضات کے رد میں ایک کتابچہ تحریر کیا جو آپ کی زندگی میں ہی طبع ہو گیا تھا۔ اس کتاب کی متعدد اشاعتیں ہو چکی ہیں۔ 2010ء میں اسے کراچی کے ایک ادارے مکتبۃ البشریٰ نے شائع کیا ہے۔[29]

3 الروض المجود فی تحقیق وحدۃ الوجود

عربی زبان میں تصوف کے مشہور اور معرکۃ الآراء فلسفہ وحدۃ الوجود کے بارے میں آپ نے اپنے دوست کیخواہش کی تکمیل کے لیے یہ رسالہ تحریر فرمایا۔ یہ رسالہ پہلی مرتبہ حیدرآباد دکن سے مطبع مفید الاسلام کی طرف سے 1895 میں شائع ہوا اور دوسری مرتبہ مکتبہ سمنانی، ہند نے اس رسالہ کو شائع کیا جب کہ اس کی تیسری اشاعت مکتبہ قادریہ لاہور سے ستمبر 1977 میں ہوئی۔ چوتھی مرتبہ یہ رسالہ ادارہ دارالاسلام لاہور سے جولائی 2011 میں شائع ہوا۔[30]

4 تحقیق الفتوی فی ابطال الطغوی

فارسی زبان میں علم الکلام کے موضوع پر یہ کتاب علامہ نے لکھی۔ علامہ عبد الحکیم شرف قادری صاحب نے اسے لاہور کے معروف مکتبہ قادریہ سے 1979ء میں شائع کرایا۔ اس کے بعد اس کتاب کو متعدد بار مختلف اداروں نے شائع کیا۔ اس کی سب سے آخری اشاعت 2017ء میں امام احمد رضا اکیڈمی بریلی کی طرف سے ہوئی۔[31]

5 امتناع النظیر

فارسی زبان میں علم کلام کے موضوع پر یہ ایک شاندار مدلل تصنیف ہے۔ سبب تصنیف یہ بنا کہ علامہ فضل حق خیر آبادی صاحب کی تصنیف تحقیق الفتوی فی ابطال الطغوی کے لکھے جانے کے پچیس سال بعد مولانا حیدر ٹونکی نے اس کتاب پر چند اعتراضات کیے تو علامہ فضل حق خیر آبادی صاحب نے اعتراضات کا مدلل اور مفصل رد کیا جسے امتناع النظیر کے نام سے موسوم کیا۔ اس کتاب کو سب سے پہلے سید سلیمان اشرف بہاری نے 20 اگست 1908ء میں جونپور کے ادارے جادو پریس سے شائع کرایا۔ 2016ء میں اس کتاب کا اردو ترجمہ کرنے کے بعد اسے امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی نے شائع کیا۔[32]

6 حاشیۃ الافق المبین

الافق المبین سید باقر داماد کی منطق کے موضوع پر شہرہ آفاق کتاب ہے۔ علامہ فضل حق خیر آبادی صاحب نے اس عظیم الشان کتاب پر عربی زبان میں اس پر ایک زبردست محققانہ حاشیہ تحریر فرمایا ہے۔ اس حاشیہ کو علامہ فضل حق خیر آبادی صاحب کا ایک اہم کارنامہ تصور کیا جاتا ہے۔ اس حاشیہ کا ایک قلمی نسخہ علی گڑھ یونیورسٹی میں موجود ہے اور ایک نسخہ مولانا معین الدین اجمیری کے ذخیرہ کتب میں محفوظ ہے۔[33]

7 حاشیہ تلخیص الشفا

الشفا ابن سینا کی مشہور زمانہ تصنیف ہے۔ اس مشہور زمانہ تصنیف کی تلخیص علامہ فضل حق خیر آبادی کے والد مولانا فضل امام خیر آبادی نے لکھی۔ علامہ فضل حق خیر آبادی نے اس تلخیص پر حاشیہ لکھا۔ اس حاشیے کے کسی نسخے کے بارے میں معلومات نہ مل سکیں۔

8الجنس الغالی فی شرح الجواہر العالی

آپ کی اس تصنیف کا تذکرہ آپ کے ہم عصر سوانح نگاروں نے کیا ہے ۔لیکن اس کے کسی قلمی نسخے کے بارے میں کوئی معلومات دستیاب نہ ہو سکیں۔

9رسالہ تشکیک الماہیات

تشکیک فی الماہیت کو امہات مسائل کے درجے میں ذکر کیا گیاہے ۔ یہ مسئلہ زمانہ قدیم ہی سے معرکۃ الآراء رہاہے۔ آپ نے جس طرح دیگر بہت سے اہم موضوعات پر اپنی نادر تحقیقات پیش کی ہیں اسی طرح اس اہم مسئلہ فارسی زبان میں یہ رسالہ تحریر فرمایاہے۔ جس کا ایک قلمی نسخہ رضالائبریری رام پور میں موجود ہے۔[34]

10رسالہ فی تحقیق الکلی الطبعی

کلی طبعی کا شمار معقولات میں ان ابحاث میں سے ہوتا ہے۔ جن کا تعلق امہات مسائل کے ساتھ ہے۔ علامہ نے اس دقیق اور پیچیدہ موضوع پر پچیس صفحات پر مشتمل ایک رسالہ تحریر فرمایا۔ الثورۃ الہندیہ میں اس رسالے کی ابتدائی عبارت کو نقل کیا گیا ہے۔ اس کی کسی نسخے کے بارے میں بھی معلومات موجود نہیں۔

11رسالہ فی تحقیق العلم والمعلوم

عربی زبان میں علم منطق کے بارے میںیہ رسالہ لکھا گیاہے۔ اس رسالے کا مخطوطہ رامپور کے معروف کتب خانے میں محفوظ ہے۔

12رسالہ قاطیغوریاس

علم منطق کے بارے میں عربی زبان میں لکھے گئے اس رسالے میں جوہر وعرض کی وضاحت کی گئی ہے۔ اس کی ضخامت ساٹھ صفحات ہیں۔ یہ رسالہ بھی رضالائبریری رام پور میں موجود ہے۔

13رسالہ فی تحقیق حقیقۃ الاجسام

علامہ نے اپنی تصنیف ہدیہ سعیدیہ میں اس رسالے کا حوالہ دیاہے۔ اس کے کسی مخطوطے کے بارے میں معلومات نہ مل سکیں۔

14رسالہ الٰہیات

رئیس احمد جعفری نے اس رسالے کا ذکر کیاہے اور ڈاکٹر قمر النسانے اپنے مقالے میں بھی اس کا ذکر کیاہے مگر ان میں سے کسی نے اس کے حوالے سے کسی قسم کی تفصیل ذکر نہیں کی۔

15الرسالہ فی الرد علی القائلین بحرکۃ الارض

یہ رسالہ زمین کے متحرک ہونے کا اعتقاد رکھنے والے افراد کے رد میں ہے۔۔ اس رسالے کا مخطوطہ برلن لائبریری کے اندر ہے۔[35]

16تقریر براعتراضات بر رسالہ تقویۃ الایمان

تقویۃ الایمان پر چند اعتراضات کے عنوان سے آپ نے ایک رسالہ فارسی زبان میں لکھا۔ یہ پہلی بار شاہ عبدالحق محدث دہلوی اکیڈمی بندیال سے 1979 میں شائع ہوا۔

17 الثورۃ الھندیہ

مولانا نے تحریک آزادی کی ابتداء وجنگ کے پس منظر، ابتدائی حالات سے لے کر جنگ کے اختتام تک کے حالات کا خود مشاہدہ کیا اور ان کو ضبط تحریر میں لائے۔ یہ عربی زبان میں لکھی گئی صرف ایک تاریخی اہمیت کی حامل کتاب ہی نہیں بلکہ برصغیر کے عربی ادب کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ اس کتاب کی اولین اشاعت 1947 میں مدینہ پریس بجنور سے ہوئی۔ اب تک اس کتاب کی تعدد اشاعتیں ہو چکی ہیں۔[36]

18 دیوان فضل حق خیر آبادی

اس دیوان میں علامہ کا عربی کلام بہت سے شعری مجموعوں سے ترتیب دیا گیا ہے اس میں 33 قصائد ہیں جن میں سے 21 نعتیہ قصیدے ہیں یہ کل 3370 عربیاشعار پر مشتمل ہے جسے سلمہ فردوس سہول صاحبہ نے بڑی محنت و جانفشانی سے ترتیب دیا ہے اور اسی دیوان کی ترتیب و تدوین پر محترمہ کو 2010 میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری جاری کی گئی۔[37]

مولانا عبد الحق خیر آبادی

مولانا عبد الحق خیر آبادی 1244 ہجری 1828ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔[38] علمی خانوادے میں آنکھ کھولی۔ ہوش سنبھالتے ہی والد صاحب اور دیگر کاملین فن افراد کی علمی مجالس کا احوال دیکھا۔ سعادت مندی کی انتہا کہ مولانا فضل حق خیر آبادی کے زیر سایہ تربیت کا آغاز ہوا جن کی تربیت نے آپ کو فضل و کمال کا جامع بنا دیا۔ والد بزرگوار اپنی ملازمانہ ذمہ داریوں کی بجا آوری کے لئے جاتے وقت اپنے اس لخت جگر کو بھی ہمراہ رکھتے اور آنے جانے کے اس سفری دورانیے میں بھی درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہتا۔[39] آپ نے مروجہ علوم کی تکمیل اپنے والد بزرگوار مولانا فضل حق خیر آبادی سے کی اور صرف سولہ سال کی عمر میں فراغت پائی۔[40]

والد بزرگوار کے علمی خوان سے آپ نے اپنا حصہ خوب حاصل کیا۔ ذکاوت و ذہانت کا عالم یہ تھا کہ ابھی عمر کی صرف چودہ بہاریں ہی دیکھی تھیں اور ابھی درسیات کی تکمیل بھی نہیں ہوئی تھی کہ ایک بار علامہ فضل حق خیر آبادی قاضی مبارک پر حواشی لکھ رہے تھے اسی دوران کسی کام سے کچھ دیر کے لئے کہیں جانا ہوا اتفاقاً مولانا عبد الحق وہاں آئے اور وہ حواشی جو والد بزرگوار نے جہاں تک لکھے تھے اس سے آگے ایک صفحہ بلا تکلف لکھ ڈالا۔ علامہ فضل حق خیر آبادی جب واپس لوٹے تو آگے ایک صفحہ لکھا ہوا دیکھ کر لکھنے والے کے بارے میں استفسار کیا جب پتا چلا کہ یہ صاحب زادہ عبد الحق کا کارنامہ ہے تو خوشی و مسرت کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔[41] 1847ء میں جب آپ کے والد بزرگوار ریاست اودھ کے فرمانروا واجد علی شاہ کی دعوت پر رام پور سے اودھ تشریف لے گئے تو آپ رام پور تشریف لے گئے۔ وہاں مرافعہ کے حاکم اور مدرسہ عالیہ رام پور کے رئیس کے طور پر ذمہ داری سنبھالی اور ساری زندگی یہیں بسر کی۔[42]

تصانیف مولانا عبد الحق خیر آبادی

شمس العلماء مولانا عبد الحق خیر آبادی صاحب نے تدریسی خدمات کے ساتھ ساتھ تصنیفی کام بھی کیا۔ آپ کی تصانیف میں سے دستیاب کُتب کے اسماء اور تعارف درج ذیل ہے:۔

1 حاشیہ قاضی مبارک

2 حاشیہ علی حاشیہ غلام یحییٰ بہاری متعلقہ میر زاہد
3 حاشیہ بر شرح حمد اللہ
4 شرح الحاشیہ الزاہدیہ علی الامور العلامہ مین شرح المواقف
5 شرح ہدایۃ الحکمہ
6 شرح مسلم الثبوت مع شرح منہیات
7 تسہیل الکافیہ شرح
8 شرح سلاسل الکلام
9 الجواہر الغالیہ فی الحکمۃ المتعالیہ
10 رسالہ تحقیق تلازم
11 شرح مرقات
12 التحفۃ الوزیریہ فی المسائل النحویہ
13 زبدۃ الحکمہ
14 حاشیہ عقائد عضدیہ
15 شرح تہذیب الکلام
16 حاشیہ جدیدہ بر شرح تجرید
17 شرح الحواشی الزاہدیہ علی ملا جلال[43]

1 حاشیہ علی حاشیہ غلام یحییٰ بہاری

بڑی تقطیع کے 194 صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ حاشیہ مطبع نظامی کانپور سے محرم 1278 میں مولانا عبد اللہ بلگرامی صاحب کی کوشش اور تصحیح کی ذمہ داری پر محمد عبد الرحمن مہتمم مطبع نظامی نے اپنے اہتمام سے شائع کیا۔

2 حاشیہ شرح مواقف امور عامہ

یہ حاشیہ مطبع احمدی دہلی سے مرزا احمد شاہ کی کوششوں سے 1290ھ میں شائع ہوا۔

3 الجواہر الغالیہ فی الحکمۃ المتعالیہ

اسے رامپور کے مطبع سعیدی نے 1906ء/1323ھ میں مولانا احمد علی خیر آبادی کی تصحیح کے ساتھ شائع کیا۔[44]

4 شرح مرقاۃ

یہ کتاب مرقات کی معرکۃ الآراء شرح ہے۔ یہ درمیانی سائز کے 222 صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ اسے مطبع انتظامی کانپور نے ربیع الآخر 1333ھ میں شائع کیا۔ حال ہی میں دسمبر 2022 میں مکتبہ دارالاسلام لاہور نے 256 صفحات پر اس کی عکسی اشاعت کی ہے۔

5 شرح ہدایت الحکمۃ

یہ شرح درمیانے سائز کے 238 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کی تصحیح مولانا عبد اللہ بلگرامی نے کی اور آپ ہی کی تقریظ کے ساتھ یہ شرح 1297ھ میں کانپور کے مطبع شعلہ طور سے شائع ہوئی۔

6 زبدۃ الحکمہ

یہ نسخہ 65 صفحات کا ہے۔ اختتام پر مولانا عبد الحق صاحب کے صاحب زادے مولانا اسد الحق خیر آبادی صاحب کا 19 صفحات پر مشتمل لکھا ہوا ضمیمہ بھی شامل ہے۔ یہ اشاعت مولانا سید اولاد حسین خیر آبادی کی تحریک پر مطبع افضل المطابع دہلی سے 1331ھ میں شائع ہوا۔

7 تسہیل الکافیہ

درمیانے سائز کے 116 صفحات کی ضخامت ہے جسے کانپور سے مطبع مجیدی نے 1348ھ میں شائع کیا۔

8 حاشیہ بر شرح حمد اللہ

یہ حاشیہ مولانا سید احمد حسین سندیلوی کی کوشش اور ان ہی کی نظر ثانی و تصحیح کے بعد لکھنؤ کے مطبع علوی سے ربیع الثانی 1314ھ میں شائع ہوا۔ اس حاشیے کی ضخامت 440 صفحات کی ہے۔[45]

خلاصہ و نتائج بحث

خانوادہ خیر آباد کے علماء و مشاہیر نے برصغیر میں علوم دینیہ کے فروغ اور اشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ علوم دینیہ کی اشاعت و ترویج کے لئے درس و تدریس کے ساتھ ساتھ منطق و فلسفہ کے موضوعات پر گراں قدر علمی ذخیرہ چھوڑا۔ ان کی جملہ تصانیف میں محض نقل و تقلید کی بجائے تحقیق و تدقیق اور اجتہادانہ رنگ و آہنگ نظر آتا ہے۔ اسی علمی عبقریت کی بنا پر اس خانوادے کی علمی خدمات کا اعتراف ان کے جملہ معاصر علماء و مشائخ کے ساتھ ساتھ متاخرین نے بھی کیا ہے۔ درس و تدریس اور تحریر و تصنیف کے ذریعے علوم عقلیہ کی ترویج و اشاعت کی جو داغ بیل اس خانوادے نے رکھی ان کی تصانیف کے ذریعے یہ سلسلہ ہنوز جاری و ساری ہے۔

سفارشات

فلسفیانہ موشگافیوں اور الحاد و تشکیک کی روز افزوں یلغار کے اس دور میں ہمیں منطق و فلسفہ پر عبور رکھنے والے ایسے یگانہ روزگار علماء و مشائخ کی علمی تحقیقات کو عام کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ ان کے قلمی نوادرات و مخطوطات کو عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق تحقیق و تدقیق کے بعد منظر عام پر لانے کی سعی کی جائے۔ تاکہ ان کی علمی تحقیقات سے استفادہ ممکن ہو سکے۔

References

[1] Asīd al-Ḥaq Qādrī, Khair Ābādiyāt (Lahore: Maktbah A'alā Hazrat, 2011AD), 22.
[2] Allāma Fazal Ḥaq Khair Ābādī, Jang-e-Azādī, Mahnāma Al-Ā'āqib Lahore, July to September, 2009, 85.
[3] Urdu Dāira M'āraf Islāmia, (Lahore: Dānish Gāh Punjab, 1957), 15: 373.

[4] Salma Firdūs Sahūl, Allāma Faẓal Ḥaq Khair Ābādī(Lahore: Dār al-Islām, 2021AD), 25.
[5] Sahūl, Allāma Faẓal Ḥaq Khair Ābādī, 26.
[6] Gull Ḥasan Shāh, Tazkrah Ghuthiya Malfūẓāt wa Ḥakāyāt Shāh Ghuth 'Alī Qalandar(Lahore: Shaikh Ghulām 'Alī and Sons), 27.
[7] Qādrī, Khair Ābādiyāt, 22.
[8] Muhammad Ḥanīf Gangūhī, Mulānā Ẓafar al-Muḥṣlīn Bi Aḥwāl al-Muṣanfīn (Karachi: Urdu Bāzār, 2004AD), 291.
[9] Gangūhī, Mulānā Ẓafar al-Muḥṣlīn Bi Aḥwāl al-Muṣanfīn, 292.
[10] Sahūl, Allāma Faẓal Ḥaq Khair Ābādī, 26.
[11] Sahūl, Allāma Faẓal Ḥaq Khair Ābādī, 27.
[12] Allāma Faẓal Ḥaq Khair Ābādī, Bāghī Hindūstānī (Lahore: Maktbah Qādria, 1997AD), 331.
[13] Sahūl, Allāma Faẓal Ḥaq Khair Ābādī, 27.
[14] Sahūl, Allāma Faẓal Ḥaq Khair Ābādī, 27.
[15] Sahūl, Allāma Faẓal Ḥaq Khair Ābādī, 26.
[16] Sahūl, Allāma Faẓal Ḥaq Khair Ābādī, 27.
[17] Sahūl, Allāma Faẓal Ḥaq Khair Ābādī, 26.
[18] Sahūl, Allāma Faẓal Ḥaq Khair Ābādī, 26.
[19] Qādrī, Khair Ābādiyāt, 22.
[20] Allāma Faẓal Ḥaq Khair Ābādī, Jang-e-Azādī, Mahnāma Al-Ā'āqib Lahore, July to September, 2009, 85.
[21] Urdu Dāira M'āraf Islāmia, (Lahore: Dānish Gāh Punjab, 1957), 15: 373.
[22] Allāma Faiẓ Aḥmad Awaisī, Allāma Faẓal Ḥaq Khair Ābādī, Hafar Roza Ilhām Bahāwalpūr, 1985,45: 39.
[23] Syad Muṣtfā 'Alī Barailvī, Allāma Faẓal Ḥaq Khair Ābādī, Hafar Roza Ilhām Bahāwalpūr, 1985,45: 62.
[24] Mulānā Faqīr Muhmmad Jehlmī, Ḥadāiq al-Ḥanfiya (Lakhnu: Munshī Naul Kishwar), 480.
[25] Khushtar Nurānī, Allāma Faẓal Ḥaq Khair Ābādī Chand 'Unwānāt (Lahore: Dār al-Islām, 1432AH), 26.
[26] Khair Ābādī, Bāghī Hindūstānī, 107.
[27] Sahūl, Allāma Faẓal Ḥaq Khair Ābādī, 83.
[28] Sahūl, Allāma Faẓal Ḥaq Khair Ābādī, 73.
[29] Sahūl, Allāma Faẓal Ḥaq Khair Ābādī, 79.
[30] Sahūl, Allāma Faẓal Ḥaq Khair Ābādī, 73.
[31] Yāsīn Akhtar Miṣbāḥī, Chand Ulmā Inqlab (Karachi:Maktbah Barkāt al-Madīna, 2008AD), 81.
[32] Mushtāq Aḥmad Niẓāmī, Khun K Ānsū (Lahore: Maktbah Ḥāmidya), 49.

[33] Sahūl, Allāma Faẓal Ḥaq Khair Ābādī, 88.
[34] Sahūl, Allāma Faẓal Ḥaq Khair Ābādī, 89.
[35] Sahūl, Allāma Faẓal Ḥaq Khair Ābādī, 90.
[36] Niẓāmī, Khun K Ānsū, 57.
[37] Sahūl, Allāma Faẓal Ḥaq Khair Ābādī, 83.
[38] Sahūl, Allāma Faẓal Ḥaq Khair Ābādī, 34
[39] Khair Ābādī, Bāghī Hindūstānī, 168.
[40] Khair Ābādī, Bāghī Hindūstānī, 169.
[41] Khair Ābādī, Bāghī Hindūstānī, 169.
[42] Sahūl, Allāma Faẓal Ḥaq Khair Ābādī, 34
[43] Yāsīn Akhtar Miṣbāḥī, Mamtāz Ulma-e-Farngī Maḥal(Lahore: Akbar book Sellers, 2017AD), 385.
[44] Qādrī, Khair Ābādiyāt, 88.
[45] Qādrī, Khair Ābādiyāt, 87.